بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

فون نمبر ۹۴ — رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ — یوم انوار

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۲۵/۶۰ | ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ، ۲۰ احسان ۱۳۵۰ ہش، ۲۰ جون ۱۹۷۱ء | نمبر ۱۴۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مومن کی شان یہ ہے کہ اگر بظاہر اس کی دُعا قبول نہ ہو پھر بھی وہ نا اُمید ہرگز نہیں ہوتا

ہمارا علیم و خبیر خُدا خوب جانتا ہے کہ کونسی دُعا ہمارے لئے مفید ہے اور کونسی مُضر

"میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دُنیا میں ایسے ہیں۔ جو اس نقطہ سے جہاں دُعا اثر کرتی ہے دور رہ جاتے ہیں۔ اور تھک کر دُعا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ دُعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ان کی اپنی غلطی اور کمزوری ہے جب تک کافی وزن نہ ہو۔ خواہ زہر ہو یا تریاق اس کا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھر لے یا تولہ بھر غذا کھالے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ سیر ہو جائے؟ کبھی نہیں اسی طرح جس کو پیاس لگی ہوئی ہے۔ ایک قطرہ پانی سے اس کی پیاس کب بجھ سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کے لئے چاہیئے کہ وہ کافی غذا کھاوے۔ اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جاکر اس کی تسلّی ہو سکتی ہے۔"

ملفوظات جلد، صہ ۲۶۵

"دُعا بڑی چیز ہے۔ افسوس لوگ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا چیز ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر دُعا جس طرز اور حالت پر مانگی جاوے۔ ضرور قبول ہو جانی چاہیئے۔ اس لئے جب وہ کوئی دُعا مانگتے ہیں اور پھر وہ اپنے دل میں جمائی ہوئی صُورت کے مطابق اس کو پورا ہوتا نہیں دیکھتے تو مایوس اور نا اُمید ہو کر اللہ تعالیٰ پر بدظن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مومن کی یہ شان ہونی چاہیئے کہ اگر بظاہر اُسے اپنی دُعا میں مراد حاصل نہ ہو۔ تب بھی نا اُمید نہ ہو۔ کیونکہ رحمت الٰہی نے اس دعا کو اس کے حق میں مفید نہیں قرار دیا۔ دیکھو بچہ اگر ایک آگ کے انگارے کو پکڑنا چاہے تو ماں دوڑ کر اس کو پکڑے گی۔ بلکہ اگر بچہ کی اس نادانی پر ایک تھپڑ بھی لگا دے تو کوئی تعجب نہیں۔ اسی طرح مجھے تو ایک لذّت اور سُرور آجاتا ہے۔ جب میں اس فلسفہ دُعا پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ علیم و خبیر خدا جانتا ہے کہ کون سی دعا مفید ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صہ ۱۹۵)

اخبار احمدیہ

53

ربوہ ۱۹ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۱۸ احسان کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"آج حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی رہی الحمد للہ"

احباب حضور کی صحت و سلامتی کیلئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۹ احسان۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب (ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ) بہت بیمار ہیں درد کے دورے بار بار ہو رہے ہیں۔ ابھی مرض کی صحیح تشخیص نہیں ہو سکی۔ کمزور بہت ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

کل ۱۸ احسان کو مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت محترم مولانا عبد المالک خان صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے مختصر طور پر اسلام میں اجتماعی زندگی اور نماز باجماعت کی اہمیت واضح فرمائی۔

---

۱۸ مئی ۱۹۷۱ء کو مکرم مولوی امام الدین صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا کی صاحبزادی نعیمہ فرحت صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں متعدد بزرگان سلسلہ و احباب شامل ہوئے ان کا نکاح حمید احمد ملک صاحب انسپکٹر انکم ٹیکس ملتان ابن ملک اللہ دتہ صاحب سے طے پایا تھا۔

نعیمہ فرحت صاحبہ محترم ابو البشارت مولانا عبد الغفور صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ احمدیہ کی نواسی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل سابق مبلغ اٹلی و مغربی افریقہ کئی ماہ سے بعارضہ فالج بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

نُصرت جہاں ریزرو فنڈ

مُبارک تحریک کے ثمرات نظر آرہے ہیں

وہ مبارک تحریک جو غلبۂ اسلام کے لئے ہمارے پیارے امام نے الٰہی منشاء کے ماتحت صرف ایک سال پہلے فرمائی تھی اس کے پھل خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں نظر آرہے ہیں۔ اخبار میں اس کی تفصیلات آرہی ہیں اور وہ مخلصین جماعت کے ایمان کو بڑھانے کا موجب ہیں الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم نصرت جہاں ریزرو فنڈ کو مضبوط تر کرتے چلے جائیں۔ تاکہ اس مُبارک تحریک کے پروگراموں میں وسعت پیدا ہوتی چلی جائے۔ اپنے وعدوں کو جلد پُورا کر دیجئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۰؍احسان ۱۳۵۰ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے"

اللہ تعالیٰ جب بھی اپنے کسی مامور کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو وہ اسے کامیابیوں فتوحات اور غلبہ کی عظیم الشان بشارتوں سے نوازتا ہے۔ جو لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں وہ انتہائی مخالف اور صبر آزما حالات کے باوجود ان خدائی بشارتوں پر دل سے ایمان رکھتے ہوئے مالی اور جانی قربانیاں پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ ابتدا میں دوسروں کو ان کی یہ جانی اور مالی قربانیاں بظاہر نتیجہ خیز ثابت ہوتی نظر نہیں آتیں اور انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ضائع جا رہی ہیں لیکن وہ خود اس یقین پر قائم ہوتے ہوئے کہ یہ قربانیاں ایک نہ ایک دن رنگ لائیں گی اور خدائی وعدے پورے ہو کر رہیں گے اپنی قربانیوں میں کمی نہیں آنے دیتے بلکہ ان کے معیار کو روز بروز بلند سے بلند تر کرتے چلے جاتے ہیں۔

برخلاف اس کے وہ لوگ جو اس مامور پر ایمان نہیں لاتے اور مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں مومنوں میں جانی و مالی قربانیوں کے جوش کو دیکھتے ہیں تو اس کی قدر کرنے کی بجائے الٹا ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں اور جو منہ در منہ مذاق نہیں بھی اڑاتے وہ مومنوں کے جوش قربانی کو دیکھ کر آپس میں آنکھوں سے اشارے کر کے اشاروں ہی اشاروں میں ایک دوسرے کو یہ باور کرانے سے باز نہیں آتے کہ یہ سر پھرے لوگ خواہ مخواہ اپنے اموال اپنے اوقات اپنی قوتوں اور اپنی صلاحیتوں کو ایک ناممکن الحصول مقصد کی خاطر ضائع کر رہے ہیں۔ پھر جب وہ مومنوں سے علیحدہ ہو کر ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو جی بھر کر باتیں بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھلا یہ بے زر، بے زور اور سراسر بے حیثیت لوگ کبھی غالب آ سکتے ہیں یہ مورکھ قیامت تک بھی کوشش کرتے اور اس راہ میں اپنا سر پھوڑتے رہیں تو بھی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن صادق الوعد خدا ایک دن اپنے وعدوں کو پورا کر دکھاتا ہے اس وقت وہی کمزور اور بے حیثیت مومن اس پوزیشن میں آ جاتے ہیں کہ اگر چاہیں تو مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑائیں لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔ وہ غالب آنے کے بعد بھی تمسخر اور استہزاء کا طریق اختیار نہیں کرتے۔ وہ ظلم کے قریب بھی نہیں جاتے بلکہ ان کی اصلاح طلبی میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ حق پورے طور پر غالب آ جاتا ہے۔

ہر مامور من اللہ کے زمانہ میں یہی کچھ ہوا اور ہوتا رہا یہاں تک کہ خود اولین و آخرین کے سردار خاتم النبیین حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو بھی انہیں مشکل اور صبر آزما حالات سے دوچار ہونا پڑا اور مقدس لوگوں کی یہ جماعت انہی میں سے گزر کر بالآخر دنیا پر غالب آئی اور ان کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں اس زمین پر پوری شان کے ساتھ آسمانی بادشاہت کا قیام عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے صبر و استقلال اور ان کے جوش قربانی اور اس کے بالمقابل مخالفین کے استہزاء اور ان کے انتہائی قابل اعتراض طرز عمل کا بطور خاص ذکر کر کے انجام کار مسلمانوں کے غالب آنے پر بہت لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِھِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَھْلِھِمُ انْقَلَبُوْا فَکِھِیْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْھُمْ قَالُوْٓا اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَیْھِمْ حٰفِظِیْنَ ۝ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ ۝ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ۝ ھَلْ ثُوِّبَ الْکُفَّارُ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ (التطفیف آیات ۳۰ تا ۳۷)

یعنی وہ لوگ جو مجرم ہوئے یقیناً مومنوں سے ہنسی ٹھٹھا کیا کرتے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو ایک دوسرے کو آنکھ سے اشارے کیا کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تھے تو مسلمانوں کے خلاف خوب باتیں بناتے ہوئے لوٹتے تھے اور جب بھی انہیں دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ لوگ تو بالکل گمراہ ہیں حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے پس آج مومن کافروں کے بالمقابل خوش ہیں اور تختوں پر بیٹھے ہوئے کفر کی ناکامی اور اسلام کے غلبہ کو دیکھ رہے ہیں یقیناً آج کافروں کو اس کا بدلہ مل گیا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کے مطابق وہ جماعتیں جنہیں اللہ تعالیٰ خود اپنے ماموروں کے ذریعہ قائم کرتا ہے انتہائی کمزوری، بے کسی، کسمپرسی اور بے سروسامانی کی حالت سے بتدریج ترقی کر کے دنیا میں غالب آیا کرتی ہیں۔ ان کی ابتدائی کمزور حالت ان کی مجنونانہ جدوجہد اور ان کے دنیا میں غالب آنے کے عزم کو دیکھ کر دنیا ان پر ہنستی اور ان کا مذاق اڑاتی ہے انہیں سرپھرا اور مجنون گمان کرتی ہے ان پر آوازے کسے اور طعنے دیئے جاتے ہیں۔ ان پر بڑھ چڑھ کر باتیں بنائی جاتی ہیں اور علی الاعلان یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دیوانے سہانے مستقبل کے خواب دیکھ رہے ہیں جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوں گے۔ ان تمام باتوں اور طعن و تشنیع کے باوجود وہ دُھن کے پکے، ایثار و وفا کے پتلے اور اخلاص و ایقان کے پیکر خدا تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی خاطر قربانیاں کرتے اور ان قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جاتے ہیں ان کی نگاہ حالات کی ناساعدت اور لوگوں کی مخالفت پر نہیں ہوتی وہ اس سے یکسر بے پرواہ اور بے تعلق ہوتے ہیں ان کی نظر غلبہ و نصرت کے خدائی وعدوں پر ہوتی ہیں۔ اور دل اس یقین سے لبریز ہوتے ہیں کہ ادھر کی دنیا اُدھر ہو سکتی ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کے وعدے پورے نہ ہوں۔ وہ مخالفتوں کے طوفانوں اور دل آزار طعنوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے حسین جلوے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ دنیا ان حسین جلووں سے ناآشنا و نابلد ہوتی ہے لیکن وہ ان سے بہرہ اندوز و فائز المرام ہو رہے ہوتے ہیں جس کے زیر اثر ان کا خدمت و فدائیت کا جذبہ نیز ذوق و شوق اور ولولۂ عشق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور وہ رفتہ رفتہ غالب آتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے ساتھ استہزاء کا سلوک روا رکھنے والے پشیمان ہو کر تلافیٔ مافات کی فکر میں لگ جاتے ہیں اور وہ جنہیں مجنون کہا جاتا اور مطعون کیا جاتا تھا خدائی وعدوں اور بشارتوں کے پورا ہونے پر خوش ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجداتِ شکر بجالاتے ہیں۔

بہر حال ابتداً حالات خواہ کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں اور مومنوں کی کامیابی کتنی ہی ناممکن کیوں نہ نظر آتی ہو خدا تعالیٰ غلبہ و نصرت کے وعدوں کو پورا کر دکھاتا ہے۔ کیونکہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں سب قدرت اور طاقت اسی کو ہے۔ وہ جس بات کا ارادہ کرتا ہے اسے پورا کر دکھاتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خدا کے نزدیک پسندیدہ اعمال

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نیک اعمال بجالانے کی بار بار تلقین فرمائی ہے اور شریعت میں تمام نیک اعمال کی پوری پوری وضاحت کر دی گئی ہے لیکن نیک اعمال بجالانے کی ایک کیفیت ایسی ہے جو خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے وہ نیک اعمال اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے خواہ تھوڑے ہی ہوں لیکن اگر ان کی بجا آوری میں وہ کیفیت موجود ہو تو وہ تھوڑے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا پر منتج ہوئے بغیر نہیں رہتے نیک اعمال کی بجا آوری میں وہ کونسی کیفیت ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ بنا دیتی ہے؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کیفیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ یعنی خدا تعالیٰ کو وہ نیک کام بہت پسند ہیں جو ہمیشہ کئے جائیں اگرچہ تھوڑے ہی ہوں۔

سو گویا خدا تعالیٰ ان نیک کاموں کو پسند کرتا ہے جو پوری دلجمعی اور استقلال کے ساتھ کئے جائیں یہ بات خدا تعالیٰ کو پسند نہیں کہ کسی وقتی جذبہ کے ماتحت کوئی نیک کام کیا جائے اور پھر انسان اس کی بجا آوری سے غافل ہو جائے اصل چیز جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب کا مستحق بنانے والی ہے وہ مداومت عمل ہے ایک مومن اگر خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ جو نیک کام بھی بجالائے تاحیات اسے پورے تعہد کے ساتھ بجالاتا رہے اس کی زندگی میں کوئی وقت یا کوئی لمحہ ایسا نہیں آنا چاہیئے کہ وہ اس نیک کام کو ترک کر دے یا اس کی بجا آوری سے غافل ہو جائے اسی لئے تو کہتے ہیں اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ یعنی سب سے بڑی کرامت استقامت ہی ہے یہ مداومت عمل اور استقامت ہی کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مظاہرہ کرنے والوں کو اس عظیم الشان بشارت سے نوازا ہے کہ "وہ لوگ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے تھے ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس (یعنی جنت) میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا یہ بخشنے والے اور بے انتہا کرم کرنے والے خدا کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہوگا" (حٰم سجدہ ۳۱ تا ۳۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسین یادوں کے نہ مٹنے والے نقوش

نواب اکبر یار جنگ بہادر مرحوم کے حُسنِ سلوک اور تعلق خاطر کا ذکرِ خیر

از محترم میاں عبدالرحیم صاحب خالد بیرسٹرایٹ لاء۔ مالیر کوٹلہ

(۲)

پروفیسر ہارون خان صاحب شیروانی میرے عزیز ہیں، وہ عثمانیہ یونیورسٹی میں صدر شعبہ تاریخ و سیاسیات تھے اور بعد میں وہاں کے معروف تعلیمی ادارے نظام کالج کے پرنسپل ہو کر ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ مجھ سے شکوہ کیا کہ تم کبھی میرے ہاں نہیں ٹھہرے۔ ان دنوں میں ایک ماہ کی چھٹی پر آیا ہوا تھا اور پندرہ دن نواب صاحب کی مہمانی میں گزر چکے تھے شیروانی صاحب نے مجھ سے کہا کہ بقیہ پندرہ دن میں ان کے ہاں ٹھہروں۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ نواب صاحب سے اس کی اجازت لے لیجئے۔ چنانچہ وہ نواب صاحب سے ملے اور اپنا مدعا کہا تو نواب صاحب نے جواب دیا کہ میں تو مکڑی کی مانند ہوں ایک جال بنتا ہے اس میں مکھی آن کر پھنس گئی ہے اب اس کا جال سے نکلنا مشکل ہے۔ یہ تو ایک (مذا)ق تھا لیکن پھر بھی شیروانی صاحب کو مجھے اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

ان کا دسترخوان بہت وسیع تھا۔ ان کے میز پر امیر و غریب دونوں یکساں بیٹھا کرتے تھے رات کا کھانا اکٹھا ہوا کرتا تھا۔ کھانا سادہ لیکن بہت اچھا ہوا کرتا تھا خود نواب صاحب بھی وہی کھانا کھاتے تھے۔ روزانہ کھانا پر آنے والوں میں سے اگر کوئی کسی دن کسی وجہ سے نہ آتا تو ضرور دریافت کیا کرتے تھے اور اگر اس کا گھر قریب ہوتا تو آدمی کو بھجوا کر دریافت کرواتے کہ وہ کیوں نہیں آئے۔ ایسے لوگوں میں سے مجھے سمیع میاں کا نام یاد رہ گیا ہے کبھی وہ نہ آئے تو بار بار کہتے کہ معلوم نہیں کہ وہ آج کیوں نہیں آئے۔

ایک بوڑھا آدمی مدت سے نواب صاحب کے ہاں رہا کرتا تھا۔ نواب صاحب اپنے مہمانوں کا خاص خیال رکھا کرتے تھے تاہم انسان ہی تھے اور پھر بہت مصروف بھی۔ یہ واقعہ ان دنوں کا ہے جب کہ وہ کچھ بیمار تھے اور اپنے کمرہ میں ہی کھانا کھایا کرتے تھے اس بوڑھے غریب مہمان نے ایک دن نواب صاحب کے ملازمین سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں میرے دانت بھی نہیں ہیں۔ تم نے مجھ جیسے آدمی کو سوکھی روٹی اور باسی سالن دیا ہے۔ جس وقت وہ یہ شکایت ملازمین سے کر رہا تھا۔ اس وقت نواب صاحب اپنے مکان کے بالاخانہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے یہ شکایت اپنے کانوں سے خود سن لی تھی۔ اس وقت تو نواب صاحب نے کچھ نہیں کہا لیکن جب کھانے کا وقت آیا اور نواب صاحب کا پرہیزی کھانا آیا اس بوڑھے آدمی کو اپنے ہاں بلوایا اور اس سے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ تم کو تکلیف پہنچی ہے اور میں نے تمہاری تکلیف کا حال اپنے کانوں سے سن لیا ہے میاں تم مجھے معاف کر دینا۔ انشاء اللہ آئندہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ تم بیمار ہو۔ میرا یہ پرہیزی کھانا تم میرے سامنے کھا لو۔ اس بوڑھے کو عزت کے ساتھ بٹھلایا۔ اس نے بڑے تامل کے ساتھ یہ کہتے ہوئے نواب صاحب کے حکم کی تعمیل کی کہ پھر آپ کیا کھائیں گے۔ اس کی اس بات کا انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ تم میری پرواہ نہ کرو۔ یہ میرا اپنا گھر ہے میرے لئے کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔ ایک عرصہ تک اس بوڑھے کے لئے بھی نواب صاحب کے کھانے کے ساتھ پرہیزی کھانا پکتا تھا

اسی طرح ایک مرہٹہ اچھی ڈگریاں لے کر اور سفارشی خط حاصل کر کے نواب صاحب کے مہمان کی حیثیت سے ٹھہرا۔ ان کے ہاں اس کو یہ خبط تھا کہ وہ ہائیکورٹ کی ججی سے کم ملازمت قبول نہ کرے گا۔ نواب صاحب نے اسے بہت سمجھایا کہ یہ بات ممکن نہیں ہے لیکن وہ اپنی بات پر مصر رہا۔ نواب صاحب کی موٹر کار پر سارا دن پھرتا رہتا اور نواب صاحب کو عابدہ (گورنمنٹ گیسٹ ہوس) سے موٹر منگوا کر دفتر جانا پڑتا۔ کئی ماہ وہ آپ کا مہمان رہا۔ ایک [illegible] کسی وجہ سے ناراض ہو کر اپنا اسباب لیکر احمدیہ جوبلی ہال جا کر ٹھہر گیا۔ جب شام کو نواب صاحب کو اس کے چلے جانے کا علم ہوا تو اسی وقت وہ خود احمدیہ جوبلی ہال جا کر اور اس سے معذرت چاہ کر اپنے ساتھ اس کو اپنے ہاں واپس لے آئے

مولانا محمود الحسن ریاست ٹونک کے رہنے والے ایک فاضل اور جید عالم تھے انہوں نے ایک مستند کتاب معجم المصنفین عربی زبان میں بیس جلدوں میں تصنیف کی تھی۔ وہ اٹھارہ سال نواب صاحب کے ہاں بطور مہمان فروکش رہے اور اس سارے عرصے میں ان کی مہمانی اور تواضع خاطر میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی گئی۔ مولانا کو ان کے علم و فضل کی عزت افزائی میں نظام حیدرآباد نے تین سو روپیہ ماہوار کا وظیفہ مقرر کیا تھا جو اس ارزانی کے زمانے میں بہت معقول رقم تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ نواب صاحب کے ہاں رہا کرتے تھے۔ کھانے پر نواب صاحب مولانا کو شاہ نشین پر اپنے دائیں بازو بٹھلاتے اور ان کی بڑی عزت کیا کرتے تھے مولانا بعض مرتبہ ایسی ایسی باتیں بھی نواب صاحب سے کہہ جاتے جو عام حالات میں ناگوار ہو سکتی تھیں۔ لیکن کچھ اکرام ضعیف اور کچھ مولانا کے علم و فضل کے احترام میں نواب صاحب نے ان باتوں پر کبھی برا نہ منایا۔ نواب صاحب کی وسیع القلبی کی وجہ سے اختلاف عقائد کبھی بھی مولانا کے احترام و تکریم میں مانع نہ ہوئے

محمد صدیق ایک غریب لیکن غیور مسلمان میری موجودگی میں نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بلا تکلف کہا کہ میں آمادہ بہ تلاش معاش یہاں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ہنر ہے پارچہ بافی کا فن جانتا ہوں۔ آپ کچھ قرض اور اپنی ملکی دکانوں میں سے ایک دکان کرایہ پر مجھے دے دیجئے جب میرے پاس پیسے آئیں گے تو قرض کی رقم اور دکان کا کرایہ بھی ادا کر دوں گا۔ نواب صاحب نے بلا تامل اس کی دونوں باتوں کی تکمیل کر دی اور اس بات کو بھی بھول گئے۔ تقریباً آٹھ نو ماہ بعد یہ شخص نواب صاحب کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا اور قرض کی رقم اور کرایہ دکان میا ۹ ماہ کا لا کر پیش کر دیا۔ نواب صاحب نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو اس متدین شخص نے ساری بات نواب صاحب کو یاد دلا دی۔ اس پر نواب صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو تمہاری امداد کی تھی تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں آپ کی شہرت سن کر اور اپنی ضرورت پر میں نے اپنا دو خواہشوں کا اظہار آپ سے کیا تھا اور آپ نے باوجود مجھ سے ناواقف ہونے کے میری منہ مانگی ضروریات کو پورا کر دیا تھا۔ آپ کے اس احسان کا میں اور کیا بدلہ دے سکتا ہوں۔ یہ ایک واقعہ ہے جس کا میں شاہد ہوں ورنہ کتنے ہی لوگ ہیں جن کی انہوں نے نہایت خوش دلی سے مدد کی تھی۔ نامساعد حالات میں بھی امام وقت کے حکم کی تعمیل کی ایک مثال یہ پیش ہے۔

ایک مرتبہ میں نواب صاحب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ اور مولوی بشارت احمد صاحب مرحوم امیر جماعت حیدرآباد نواب صاحب کے ہاں آئے اور کہا کہ حضرت صاحب نے چندہ خاص کی تحریک کی ہے اور حکم صادر فرمایا ہے کہ ہر احمدی اس میں ایک ماہ کی تنخواہ دے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ حضور کا حکم سر آنکھوں پر لیکن آپ جانتے ہیں کہ میرے ہاں کوئی روپیہ نہیں ہے میری جو تنخواہ ہے اور جائداد کی جو تھوڑی سی آمدنی ہے ان دونوں سے بمشکل میرے اخراجات کی پابجائی ہوتی ہے اور میں مقروض بھی ہوں۔ ان حالات میں اگر میرے لئے استثنیٰ نہیں ہو سکتا ہے تو پھر میری موٹر کار لے جایئے اور اس کو فروخت کر کے میرا چندہ خاص ادا کر دیجئے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات موٹر کار لے گئے۔ موٹر کے اس طرح فروخت ہو جانے کی وجہ سے ایک عرصہ دراز تک نواب صاحب عابدہ (سرکاری گیسٹ ہاؤس) کی موٹر میں ہائیکورٹ جایا کرتے تھے اور کافی مدت کے بعد آپ نے دوسری موٹر کار خرید لی تھی۔

غلام احمد خان۔ نواب صاحب کے بڑے فرزند تھے۔ سنا ہے کہ ان کے لئے ہائیکورٹ کی ججی کے احکامات حکومت ہند کی طرف سے صادر ہو چکے تھے۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور ان کی وفات گذشتہ ماہ مارچ میں ہوئی ہے۔ ان کی شادی پر نواب صاحب بہت سارے عزیزان اور دوستوں کو اپنے ساتھ قائم گنج (یو۔پی) لے گئے تھے۔ نواب صاحب کے ڈبے میں علاوہ رفیع الدین خان سشن جج ورنگل کے میں بھی تھا رفیع صاحب نواب صاحب کے ہم عمر اور لنگوٹیا یار تھے۔ حیدرآباد اور قائم گنج کے درمیانی طویل سفر ان دونوں کی نہایت بے تکلف لیکن نہایت بلند پایہ اور شائستہ مذاق کی باتوں میں گذرا اور نواب صاحب کی پہلودار شخصیت کا ایک اور رخ اس سفر کا مجھ پر واضح ہوا۔ نواب صاحب کے ماموں اور ان کی برادری کے دیگر افراد نے یہ کہہ کر اس شادی میں شرکت سے انکار کر دیا کہ غلام اکبر خاں (اکبر یار جنگ) کافر ہے اسلئے ان سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے۔ نواب صاحب کے ساتھ مولانا محمود الحسن صاحب بھی قائم گنج گئے تھے وہ ٹونک کے شاہی خاندان سے عزیزداری رکھتے تھے اور ٹونک والوں کی قائم گنج والوں سے بھی رشتہ داری تھی اس کے علاوہ مولانا کے علم و فضل کا بھی وہاں شہرہ

تھا۔ چنانچہ مولانا نواب صاحب کے ماموں اور ان کی برادری کے دیگر افراد سے ملے اور ان سے کہا کہ میں خود بھی احمدی نہیں ہوں اور ان کے عقائد سے میرا شدید اختلاف ہے اس کے باوجود میں غلام اکبر خاں کی نیکی اور بہترین اخلاق سے متاثر ہوں اور اسی وجہ سے اس شادی میں شرکت کے لئے یہاں آیا ہوں۔ ان کے افہام و تفہیم کے نتیجہ میں نواب صاحب کے ماموں اور برادری کے سارے افراد نے شادی میں شرکت کی اور وہ بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ اس تقریب میں نواب صاحب نے مجھے بھی سرحدی پٹھانوں کے لباس کا مکمل جوڑا دیا تھا جو پٹھان شادی بیاہ کے موقعہ پر زیب تن کرتے ہیں۔

اس زمانہ میں جب کہ میں محمد آباد بیدر میں متعین تھا نواب صاحب اپنے بچوں اور اپنے گہرے دوست رفیع الدین صاحب کے ساتھ آئے اور میرے ہاں ایک ہفتہ قیام کیا۔ بیدر کے تخمی آم بہت مشہور ہیں اور آنے کا ایک مقصد آم کھانا تھا۔ میں نے اپنی توفیق کے مطابق مناسب اور اچھا کھانے کا اہتمام کیا تھا اور وہ میری مہمان داری سے بہت خوش واپس گئے۔ میں نے صحن میں ایک شامیانہ لگوا دیا تھا اس میں وہ اپنے بچوں اور احباب کے ساتھ باجماعت نماز ادا کیا کرتے تھے اور ان کا خود اپنے گھر پر بھی یہ دستور تھا اور میرے ہاں بھی اس کو برقرار رکھا کہ اپنے غیر از جماعت احباب اور ملنے والوں کے لئے کہہ کر علیحدہ جائے نماز بچھواتے تھے۔ یہ ان کی وسیع المشربی کی ایک مثال ہے۔

نواب صاحب کو اپنی عزتِ نفس اور خودداری کا اس قدر خیال تھا کہ زندگی بھر نہ کسی بڑے آدمی کی خوشامد کی اور نہ کسی کے ہاں کوئی حاجت لے کر گئے۔ جب وظیفہ پر علیحدگی کا وقت آیا تو اس زمانے میں سر اکبر حیدری (نواب حیدر نواز جنگ بہادر) حکومت حیدرآباد کے وزیر اعظم تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اگر نواب صاحب خود خواہش کریں تو ان کی ججی کی مدت میں مزید توسیع کر دی جائے لیکن نواب صاحب نے ملازمت کے آخری مہینوں میں وزیر اعظم سے اس خیال سے ملنا بند کر دیا تھا کہ کہیں ان کو یہ گمان نہ ہو کہ ملنے کا مقصد شاید توسیعِ ملازمت کی خواہش ہو۔

بہرحال ۱۹۳۷ء میں وظیفہ حسنِ خدمت پر علیحدگی پر نواب صاحب نے وکالت شروع کی اور اپنی غیر معمولی دماغی صلاحیت و قابلیت قابل رشک محنت و دیانت اور فرض شناسی کی وجہ سے بار میں وہ مقام حاصل کر لیا جو شاذ ہی دوسروں کو ملا ہو۔ بارہا وہ سر تیج بہادر سپرو اور دیگر آل انڈیا شہرت کے وکلاء کے مقابل میں عدالت میں پیش ہوئے اور اکثر مقدمات میں کامیاب رہے۔ ان کے وکالت شروع کرنے کے چار ماہ بعد میں حیدرآباد گیا اور جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ مجھے خوب لال و سرخ اور صحت مند نظر آئے۔ اور ان کو اس حال میں دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی اور میں نے اس کا ان سے ذکر کیا تو ہنس کر فرمانے لگے میاں مجھے پہلے تنخواہ ہی کیا ملا کرتی تھی وہ تو ایک سوکھے ہوئے گھاس کے مانند تھی اب تو گھوڑے کو وکالت کی صورت میں ایک بڑا وسیع اور شاداب کنجہ (مرغزار) مل گیا ہے۔ نرم اور ملائم گھاس ملتا ہے اور وہ اپنی چاہت کے مطابق کھاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ گذشتہ ۴ ماہ میں ۷۲ ہزار روپیہ کمایا ہے یعنی ماہوار ۱۸ ہزار روپیہ اور اس زمانے میں روپیہ کی جو قیمت تھی اس کے حساب سے آج کے ۵۰، ۶۰ ہزار روپیہ ماہوار سے ان کی آمد کم نہ تھی۔ چنانچہ ملازمت کے دوران آمد اور خرچ کے درمیان تفاوت کی وجہ سے جو قرض تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں بے دریغ روپیہ خرچ کیا۔ واپسی میں قادیان گئے اور جو بچ رہا تھا وہ وہاں خرچ کر آئے۔ انہوں نے کئی سال تک وکالت کی اور آمد اسی طرح روزافزوں رہی جس قدر آمدنی ہوتی تھی اس کا بہت بڑا حصہ اپنی بے مثال مہمان نوازی غریبوں کی امداد میں جس میں مذہب و ملت اور فرقہ کا کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا اس احساس کے ساتھ کہ مزید بضاعت نہ کر سکے خرچ ہوتا رہا۔ پائی پائی کا حساب کر کے اپنا حصہ آمد ادا کیا کرتے اور دیگر طوعی جماعتی چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے وہ ساری زندگی فکر فردا سے بے نیاز رہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھا۔

نواب صاحب کا حیدرآباد کی حکومت اور وہاں کی سوسائٹی میں ان کی اعلیٰ قابلیت اور بے داغ زندگی کی وجہ سے جو اثر و رسوخ تھا وہ ان کے ملازمت سے علیحدہ ہو جانے کے بعد بھی ویسا ہی قائم رہا۔ ہائی کورٹ کے ججوں کے تخت میں دوسری منزل پر جانے کی ان کو خصوصی اجازت تھی اور ان کی عمر کی وجہ سے عدالت میں کرسی پر بیٹھ کر وہ مقدمات میں بحث کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے اس اثر کی بنا پر ان کی وکالت کے زمانے میں بھی میں نے جب کبھی اپنا تبادلہ کرانا چاہا اور جہاں بھی چاہا ان کی حسن توسط سے کروا لیا۔ یہی کیا کسی اور معاملہ میں بھی انہوں نے مجھ سے کسی قسم کی اخلاقی امداد سے کبھی دریغ نہ کیا اور وہ کسی کی حاجت روائی اور خدمت کر کے ہمیشہ خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔

میں جب ملازمت سے وظیفہ حسن خدمت پر علیحدہ ہو کر محبوب نگر سے حیدرآباد گیا اور وہ اپنے عزیز پروفیسر ہارون خان شیروانی کے ہاں ٹھہرا اور نواب صاحب سے ملنے گیا تو فرمانے لگے کہ کسی دن میرے ساتھ کھانا کھاؤ تو میں نے عرض کیا کہ یہ سب کھانے جو ابتدائے ملازمت سے آج تک مجھے ملتے رہے ہیں وہ سب آپ ہی کے تو تھے بہرحال کھانے کے معاملہ میں وہ کسی کی معذرت قبول نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ میں ایک مقررہ دن کھانے پر گیا۔ ان کا اصول تھا کہ مہمان خصوصی سے تعلق رکھنے اور ملنے والوں کو بھی دعوت میں مدعو کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دفعہ بھی یہی ہوا۔ ان کے لڑکے غلام احمد خان اور ان کے داماد سردار فضل خان نے مجھے بعد میں بتلایا کہ دعوت کیا تھی تین دن ہمارے لئے مصیبت بنی رہی۔ بار بار ہم کو طلب کرتے اور کہتے کہ اب تک انتظام شروع نہیں کیا۔ کیا خالد کو بھوکا رکھو گے؟ اپنے میز خانے میں مختلف النوع پکے ہوئے کھانوں کے علاوہ شہر کے اعلیٰ ریسٹورنٹوں سے جہاں کوئی اسپیشل کھانا تھا وہ بھی منگوایا گیا۔ اسی قسم کا اہتمام دوسروں کی بھی دعوتوں کے لئے ہوا کرتا تھا۔ غرض یہ کہ بڑے اہتمام کے ساتھ یہ نہایت شاندار دعوت ختم ہوئی اور جب میں حیدرآباد سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہونے لگا تو اپنے بچوں اور داماد کو مجھے الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن بھجوایا۔ ان کا یہ فعل کس قدر پیارا تھا۔ مجھے اکثر خیال آتا اور تڑپا جاتا ہے کہ وہ زمانہ کس قدر اچھا اور وہ لوگ کیسے محبت شعار۔ بلند اخلاق، شائستہ اور بے لوث ہمدردی کرنے والے تھے۔ ان لوگوں میں میں نے نواب اکبر یار جنگ کی شخصیت کو منفرد اور ممتاز پایا۔ اگرچہ بہت لمبا زمانہ گذر چکا ہے لیکن ان کی یاد، ان کے حسنِ سلوک، ان کے تعلقِ خاطر اور محبت کو نہ میں نے بھلایا ہے اور نہ بھلا سکتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی روح پُر فتوح پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔ آمین

ورق تمام ہوا مدح اور باقی ہے، تمام
میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اقبال نے حیدرآباد ہی کے اپنے ایک ممدوح سر یمین السلطنت مہاراجہ کشن پرشاد کی شان میں جو قصیدہ لکھا تھا اس کے آخری شعر کو اپناتے ہوئے کہتا ہوں

شکریہ احسان کا اے اقبال لازم تھا مجھے
مدح پیرائی امیروں کی نہیں میرا شعار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ امتحان دوم لجنہ مرکزیہ ۱۹۷۱ء

معیار اول } بر امتحان کتاب تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ ۲۶ تا صفحہ ۳۰ اور دعائے نماز جنازہ پر مشتمل تھا۔ پوزیشن لینے والیاں یہ ہیں۔ کل تعداد ۲۱۷ تھی۔

تعداد ۲۱۷

- اول - امۃ النور دارالرحمت وسطی ب۱ ربوہ ۹۱/۱۰۰
- دوم - امۃ المصور دارالصدر غربی ب رر ۸۶/ رر
- رر - فرحت افزا کھوکھووال رر رر
- سوم - ستارہ حمید لاہور ۸۵/ رر

معیار دوم } بر امتحان کتاب تذکرۃ الشہادتین، پندرہواں پارہ باترجمہ اور دعائے نماز جنازہ پر مشتمل تھا۔ امتحان دینے والیوں کی تعداد ۲۸۴ تھی۔ پوزیشن حاصل کرنے والیاں حسب ذیل ہیں۔

تعداد ۲۸۴

- اول { بشریٰ شاہدہ تھرڈ ایئر جامعہ نصرت ربوہ ۹۴/۱۰۰
- رر { ثریا خانم سیکنڈ ایئر رر رر رر رر
- دوم { فریدہ بشریٰ جامعہ نصرت ربوہ ۹۳/ رر
- { امۃ الحکیم لطیفہ ربوہ رر رر
- سوم { امۃ النصیر گوجرانوالہ ۹۲ رر
- { شاہین اکبر جامعہ نصرت ربوہ رر رر

معیار سوم } بر امتحان کتاب کشتی نوح، پہلا پارہ نصف اول باترجمہ اور دعائے نماز جنازہ پر مشتمل تھا۔ امتحان میں شامل ہونے والیوں کی تعداد ۱۹ تھی۔ پوزیشن یوں ہے۔

- اول - امۃ الرفیق طاہرہ فرسٹ ایئر جامعہ نصرت ربوہ ۹۶/۱۰۰
- دوم - امۃ الباسط رر رر رر ۹۵/ رر
- سوم - { نصرت یاسمین رر رر رر ۹۳/ رر
- { نمود سحر رر رر رر رر رر
- { سلیمہ طاہرہ دارالرحمت شرقی الف ربوہ رر رر

(سیکرٹری تعلیم ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو ایک ماہ کے اندر اندر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل ۱۳۸۰۵۔ منکہ خلیل احمد عجب بشیر ولد محمد صدیق صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن نیتاپور ڈاکخانہ انگم پیٹھ ضلع گلبرگہ میسور سٹیٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۶۹/۹/۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے۔

(۲) میری ماہوار آمد بذریعہ وقف جدید مبلغ ۹۰ روپے ہے میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتا ہوں۔ میری آمد کی کمی بیشی پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں کسی قسم کی جائداد بناؤں گا۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کو دوں گا اور میری جائداد پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

نیز بوقت وفات میرا جو بھی ترکہ ثابت ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد خلیل احمد عجب بشیر۔ گواہ شد قریشی محمد عبداللہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ نیتاپور۔ گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد انسپکٹر تحریک جدید قادیان معلم نمبر ۹۲۵۲ نیتاپور

مسل ۱۳۸۲۰۔ منکہ سید رفیق الدین احمد ولد سید جلال الدین احمد قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن گوہالی پور ڈاکخانہ کرڈ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ مورخہ ۷۱/۲/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

(۱) ایک گھڑی جس کی قیمت یکصد روپیہ
(۲) ایک پرانا سائیکل جس کی قیمت یکصد روپیہ

اس کے علاوہ میری موجودہ تنخواہ ماہ جنوری ۱۹۷۱ء سے -/۳۲۰ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں ہر سال بونس پاتا ہوں جس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میں آئندہ کوئی جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کے مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد سید رفیق الدین احمد S.W. AHMAD FOOD CORPORATION P.O BOX NO 96 CUTTACK

گواہ شد سید منظور احمد - 17.B 20/1 UNIT III NEW CAPITAL BHUNBESHWAR.

گواہ شد بشیر احمد - QR. No. 183 VI.F UNIT III, NEW CAPITAL, BHUNBESAWAR.

مسل ۱۳۸۲۱۔ منکہ حمید الدین شمس ولد مستری محمد الدین صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۷۱/۲/۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا بطور مبلغ ملازم ہوں۔ مجھے اس وقت تنخواہ مبلغ یکصد روپیہ ماہوار ملتی ہے۔ میں اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور آئندہ بھی جو آمد ہوگی یا اگر جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ میں آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد حمید الدین شمس۔ گواہ شد مرزا وسیم احمد۔ گواہ شد محمد احمد خاں کلرک دفتر بہشتی مقبرہ قادیان وصیت نمبر ۱۲۲۰۷۔

بالکل نیا تحفہ
کاجل نور بصر
آنکھوں کی خوب صورتی کے لئے
قیمت ۵ پیسے
تیار کردہ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قومی تباہی اور تنزل کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ لین دین کے معاملات میں احتیاط نہیں کیجاتی

جب بھی کسی سے قرض لو تو ادائیگی کا وقت مقرر کرو اور روپیہ کا لین دین ضبط تحریر میں ضرور لے آؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ کی آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ ط وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ کی تفسیر فرماتے ہیں۔

ان آیات میں قومی تباہی کا ایک بہت بڑا سبب اللہ تعالیٰ نے سود بتایا تھا۔ اب دوسرا سبب قومی تنزل کا یہ بتاتا ہے کہ لین دین کے معاملات میں احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا۔ قرض دیتے وقت تو دوستی اور محبت کے خیال سے نہ واپسی کی کوئی میعاد مقرر کرائی جاتی ہے اور نہ اُسے ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے اور جب روپیہ واپس آتا دکھائی نہیں دیتا تو لڑائی جھگڑا شروع کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور تمام دوستی دشمنی میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپس کے تعلقات تو خراب مت کرو۔ اور قرض دیتے یا لیتے وقت ہماری ان دو ہدایات کو ملحوظ رکھو۔ اوّل یہ کہ جب تم کسی سے قرض لو تو اس قرض کی ادائیگی کا وقت مقرر کر لو۔ دوم روپیہ کا لین دین ضبطِ تحریر میں لے آؤ۔ اس شرط کا ایک بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ اس طرح مقروض کو احساس رہتا ہے کہ فلاں وقت سے پہلے پہلے میں نے قرض ادا کرنا ہے۔ اور وہ اس کی ادائیگی کے لئے جدوجہد کرتا رہتا ہے۔ اور پھر ایک اور فائدہ یہ ہے کہ قرض لینے والا ایک معیّن میعاد تک اطمینان کی حالت میں رہتا ہے اور اسے یہ خدشہ نہیں رہتا کہ نہ معلوم قرض دینے والا مجھ سے کب اپنے روپیہ کا مطالبہ کر دے۔ غرض اس میں دینے والے کا بھی فائدہ ہے اور لینے والے کا بھی۔ قرض دینے والے کا فائدہ تو یہ ہے کہ مثلاً ایک مہینے کا وعدہ ہے تو وہ ایک مہینہ کے بعد جا کر طلب کرے گا۔ یہ نہیں کہ اس کو روز روز پوچھنا پڑے۔ اور قرض لینے والے کا فائدہ یہ ہے کہ جب وہ قرض لینے لگے گا تو سوچے گا کہ میں جتنے عرصے میں ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اتنے عرصہ میں ادا بھی کر سکوں گا یا نہیں۔

اس کے علاوہ یہ شرط بھی عاید کی گئی ہے کہ بعض کمزور لوگ اعتراض کر سکتے تھے کہ ہم سود پر روپیہ اس لئے دیتے ہیں کہ قرض لینے والے کو اس کی ادائیگی کا فکر رہتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ جلد اس قرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔ لیکن اگر سود نہ لیا جائے تو اسے ادائیگی کا احساس نہیں رہتا۔ اس وسوسہ کے ازالہ کے لئے فرمایا کہ جب تم ایک دوسرے کو قرض دو تو معاہدہ لکھوا لیا کرو کہ فلاں وقت کے اندر اندر ادا کر دوں گا تاکہ تمہارا روپیہ بھی محفوظ رہے اور دوسرے شخص کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس رہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر قرض اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ہو تو لکھ لیا کرو اور اگر اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی نہ ہو تو بے شک نہ لکھو اس لئے کہ جب کوئی شخص کسی کو قرض دیتا ہے تو بہرحال ایک اَجَلٍ مُّسَمًّی کے لئے ہی دیتا ہے خواہ وہ میعاد تھوڑی ہو یا بہت۔ اس کے بعد وہ اسے وصول کرنے کا حقدار ہوتا ہے۔ یہ تو کبھی نہیں کہ کسی نے دوسرے کو قرض دیا ہو اور پھر اس کے واپس لینے کا اس کے اندر کوئی احساس ہی نہ ہو۔ ہدیۃً یا امداد کے رنگ میں اگر کسی کو کوئی رقم دی جائے تو وہ ایک علیحدہ امر ہے لیکن جس چیز پر قرض کے لفظ کا اطلاق ہوگا۔ وہ بہرحال اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ہی ہوگی۔ خواہ زبان سے کوئی میعاد مقرر کی جائے یا نہ کی جائے۔ ہاں اگر خاص وقت کے لئے قرض نہیں بلکہ یونہی ایک دو گھنٹہ کے لئے یا ایک دو دن کے لئے تو ایسی صورت میں اگر نہ لکھا جائے تو کوئی شرعی گناہ نہیں۔

افسوس ہے کہ مسلمان ان دونوں باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ یعنی نہ تو قرض دیتے وقت دوستی اور محبت کے نقطۂ نگاہ سے کوئی مدت کرتے ہیں۔ بلکہ کہہ دیتے ہیں کہ جب جی چاہے دے دینا اور نہ اُسے ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں جس کی وجہ سے بعد میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور انہیں اُس کے تلخ نتائج سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(تفسیر سورۃ بقرہ صـ ۶۴۳-۶۴۴)

مینیجر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور لکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان نکاح

۷؍جون کو بر مکان مکرم برکات احمد صاحب ذبیح لیبر انسپکٹر لطیف آباد۔ حیدر آباد۔ عزیزم رمضان احمد صاحب ابن میاں امام الدین صاحب چک ۲۷۰-الف کا چھیو ضلع تھرپارکر کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ خالدہ پروین بنت چوہدری محمد جمیل صاحب یونٹ ۱۰ لطیف آباد، حیدر آباد۔ دو ہزار روپیہ مہر پر مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ نے کیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک اور کامیاب کرے۔

(عبد الغفار سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ جماعت احمدیہ۔ حیدر آباد)

ٹھیکہ ٹک شاپ تعلیم الاسلام کالج ربوہ

تعلیم الاسلام کالج کی ٹک شاپ کا موجودہ ٹھیکہ ۳۱؍اگست ۱۹۷۱ء سے ختم ہو رہا ہے ٹک شاپ کے کام کا تجربہ رکھنے والے احمدی احباب جو ربوہ میں کاروبار کرنے کے خواہشمند ہوں اپنے ٹنڈر سر بمہر لفافہ میں بنام پرنسپل کالج یکم اگست تک بھجوا دیں۔ شرائط ٹک شاپ کے متعلق دفتر کالج سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ پرنسپل کا فیصلہ آخری تصور ہوگا۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

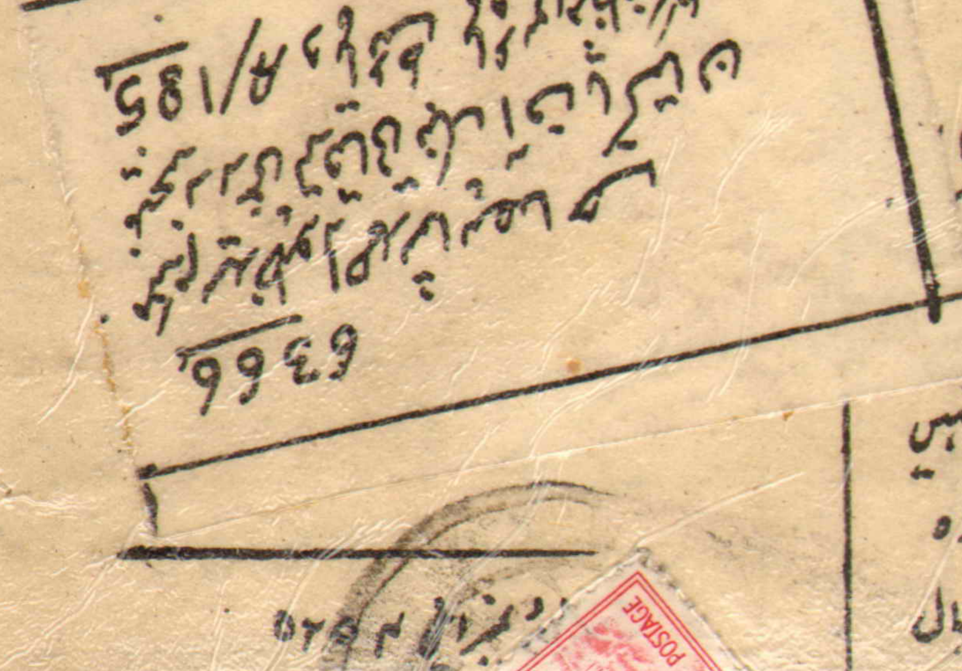

تصحیح

الفضل مورخہ ۵؍احسان کے صفحہ ۸ پر مکرم ملک اعجاز احمد صاحب مرحوم آف دوالمیال کے حالات شائع ہوئے ہیں ان کی تاریخ وفات کتابت سے ۲۴ شائع ہو گئی ہے جو صحیح نہیں وہ ۲۶ کو فوت ہوئے تھے اور ان کی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے دوالمیال میں پڑھائی تھی (منور احمد جیلی ربوہ)

انٹر ڈسٹرکٹ ہائی سکولز باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ نے ٹرافی جیت لی

امسال انٹر ڈسٹرکٹ ہائی سکول ٹورنامنٹ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا کے زیر اہتمام مورخہ ۷؍جون سے ۹؍جون تک ربوہ میں کھیلا گیا۔ اس ٹورنامنٹ میں راولپنڈی اور سرگودھا ڈویژن سے ۱۰ ٹیمیں جو اپنے اپنے ضلعوں میں اول قرار پائی تھیں شریک ہوئیں۔ باہر سے آنیوالی تمام ٹیموں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے کمروں میں ٹھہرایا گیا اور اس شدید موسم میں ہر طرح ان کے آرام کا خیال رکھا گیا۔

آخری اور فائنل مقابلہ تعلیم الاسلام ربوہ اور اسلامیہ جاج کالونی لائل پور کے درمیان ہوا جسے سینکڑوں شائقین نے دیکھا۔ ہر دو ٹیموں نے جان توڑ مقابلہ کیا حتیٰ کہ نصف اول میں دونوں کا سکور برابر تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے دوسرے ہاف میں تعلیم الاسلام ربوہ کی ٹیم نے ۱۵ پوائنٹ سے اپنے حریف کو شکست دی۔ اور اس طرح چیمپئن شپ جیت لی۔ الحمد للہ۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم ہے کہ امسال ہماری ٹیم نے ضلعی ٹورنامنٹ جھنگ۔ ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ ربوہ اور انٹر ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ میں سے ہر ایک میں اول پوزیشن حاصل کی اور نیشنل چیمپئن شپ میں صرف ۵ پوائنٹ سے دوم رہی۔ (حبیب الرحمٰن ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

تقریب رخصتانہ

مورخہ ۱۷؍جون ۱۹۷۱ء کو عزیزہ امۃ العزیز حسن بنت مکرم شیخ محمد حسن صاحب آف لندن کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ عزیزہ کا نکاح گزشتہ سال ۷ ستمبر ۱۹۷۰ء کو مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے منظور احمد صاحب بی ایس سی لاہور ابن فضل کریم صاحب کے ساتھ بعوض تین ہزار حق مہر پڑھا تھا۔ تقریب رخصتانہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا اس کے بعد مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب صدر عمومی ربوہ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ مستورات میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی نے دعا کرائی۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔